فتاوی

سوال:۔ رمضان مبارک میں بعض لوگوں کا طرزِ عمل ہے کہ وہ اول شب میں تراویح ادا کر لیتے ہیں مگر وتر نہیں پڑھتے۔ پھر آخر شب میں اٹھکر تہجد پڑھتے ہیں اور اسی کے ساتھ وتر بھی۔ کچھ لوگ اس پر معترض ہیں وہ کہتے ہیں کہ:۔

(الف) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو جو تین دن تراویح کی نماز پڑھائی تھی اس کے متعلق حضرت جابرؓ کے یہ الفاظ صلی بنا رسول اللہ علیہ وسلم فی شھر رمضان ثمان رکعات فاوتر سے ظاہر ہی معلوم ہوتا ہے کہ تراویح کے ساتھ ہی آپ نے وتر بھی پڑھ لی تھی۔ لہٰذا یہ طریقہ کہ تراویح پڑھکر وتر نہ پڑھی جائے بلکہ اس کو تہجد کے ساتھ اخیر رات میں پڑھا جائے اس کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔

(ب) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے خاص رمضان کے متعلق سوال کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی کیفیت کیا تھی تو انھوں نے کہا کہ آنحضرت کی نماز رمضان ہو یا غیر رمضان (عموماً) گیارہ رکعت مع وتر سے زیادہ نہیں ہوتی تھی ـــ معلوم ہوا کہ رمضان میں بھی آپ کے قیام اللیل کی کل رکعتیں صرف گیارہ ہوتی تھیں پس مذکورہ بالا طرزِ عمل اس حدیث کے بھی خلاف ہے۔

(ج) جب تہجد اور تراویح درحقیقت دونوں ایک چیز ہیں تو پھر اول شب میں پڑھ لینے کے بعد آخر شب میں دوبارہ پڑھنا، گویا ایک ہی نماز کو دو مرتبہ پڑھنا ہے۔ اور یہ بروایت ابنِ عمرؓ ممنوع ہے۔ حیث قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لاتصلوا صلوۃ فی یوم مرتین (ابوداؤد)

اب سوال یہ ہے کہ کیا معترضین کے یہ استدلالات صحیح ہیں؟ اور ان استدلالات کی بنا پر مذکورہ بالا طرزِ عمل کو ناجائز یا خلافِ اولیٰ کہنا ٹھیک ہے؟ اگر ٹھیک ہے تو پھر اس باب میں افضل صورت کیا ہے؟

حافظ عبدالتواب از کلکتہ

جواب:۔ حنفیہ و شافعیہ وغیرہ کے نزدیک تہجد اور تراویح کے درمیان مصداق اور مفہوم دونوں اعتبار سے فرق ہے العرف الشذی (تقریر ترمذی از مولوی انور شاہ مرحوم) میں ہے وبین التراویح والتہجد فی عھدہ علیہ السلام لم یکن فرق فی الرکعات بل فی الوقت والصفۃ ای التراویح تکون بالجماعۃ وفی المسجد بخلاف التہجد وان الشروع فی التراویح یکون فی اول اللیل وفی التہجد فی آخر اللیل انتھی۔ ہو سکتا ہے کہ جو لوگ اول شب میں تراویح ادا کرتے ہیں اور آخر شب میں تہجد اور اس طرح تراویح اور تہجد کے درمیان جمع کرتے ہیں وہ قائلین فرق کے ہمخیال ہوں۔ قائلین فرق بین التراویح والتہجد کہتے ہیں کہ حضرت جابرؓ کی حدیث مذکور فی السوال ضعیف ہے (آثار السنن للنیموی وغیر ذلک من کتب الحنفیہ) اور حضرت عائشہؓ کی حدیث میں تہجد کا بیان ہے نہ تراویح کا۔ بذل المجہود صفحہ ۲۹ میں ہے

ویشکل ھذا رأی حدیث عائشۃ المشار الیہ فی السوال) بصلوۃ التراویح فانہ صلی اللہ علیہ وسلم صلاھا ثلث لیال ثم ترکھا بعذر فرضیتھا والجواب عنہ ان ھذا الحدیث لا تعلق لہ بالتراویح لا نفیا ولا اثباتا فکانھا صلاۃ اخری والاستدلال بھذا الحدیث علی ان التراویح ثمان رکعات لغو ھکذا کتب مولانا محمد یحیی المرحوم من تقریر شیخہ انتھی ویعنی بشیخہ الشیخ رشید احمد الگنگوھی. وقال القاری قولہ فی رمضان ای فی لیالیہ وقت التھجد فلا ینافیہ زیادۃ ما صلاھا بعد صلوۃ العشاء من صلوۃ التراویح انتھی (مرقاۃ ص—) قلت حدیث جابر لیس بضعیف بل ھو حسن وقد حسنہ شیخنا فی شرح الترمذی وغیرہ من علماء اھل الحدیث فی تصانیفھم علی من رام تضعیفہ من الحنفیۃ واما حمل الگنگوھی والقاری حدیث عائشۃ علی غیر التراویح فھو مخالف لما صرح بہ محققۃ علماء الحنفیۃ والشافعیۃ ممن مضی قبلھما کما سیاتی فلا یلتفت الی ما قالا بہ۔ اور عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث مذکور فی السوال انکے مذہب پر مذکورہ بالا طرز عمل کے مخالف نہیں ہے وھو ظاھر لمن لہ ادنی تامل ——— ہمارے نزدیک تراویح اور تہجد کے درمیان فرق کرنا یعنی دونوں کا مصداق الگ الگ بتانا صحیح نہیں لانہ مخالف للاحادیث الصحیحۃ اور اگر بالفرض دونوں کے درمیان باعتبار مصداق کے فرق ہو بھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کرام سے تراویح اور تہجد کے درمیان جمع کرنا کسی ضعیف روایت سے بھی ثابت نہیں خود قائلین فرق کو بھی اسکا اقرار ہے العرف الشذی میں ہے ولم یثبت فی روایۃ من الروایات انہ علیہ السلام صلی التراویح والتھجد علیحدۃ فی رمضان بل طول التراویح (الی ان قال فی بیان معنی قول عمرؓ والتی تنامون عنھا خیر مما تقومون الخ) ولا یتوھم ان مراد عمران یاتوا بالتھجد ایضا فانہ لم یثبت عنہ علیہ السلام ولا عن الصحابۃ جمعھم بین التراویح والتھجد انتھی۔

میرے نزدیک (۱) تہجد، صلوۃ اللیل، قیام اللیل، قیام رمضان، تراویح۔ ان پانچوں کا مصداق ایک ہی۔ غیر رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو نماز تہجد ہوتی تھی وہی رمضان میں آنحضرتؐ کا قیام رمضان یعنی تراویح ہو جاتی۔ (۲) آپنے تہجد رات کے اول وسط اور آخر تینوں حصوں میں ادا فرمایا ہے اور چونکہ تہجد اور قیام رمضان (تراویح) دونوں ایک ہیں اسلئے تراویح بھی رات کے ہر حصہ میں ادا کیجا سکتی ہے (۳) آنحضرتؐ نے خود تراویح اول شب کے بعد بھی بلکہ وسط شب کے بعد ادا کی ہے (۴) اسی طرح آپنے تراویح باجماعت اور بغیر جماعت کے دونوں طرح ادا فرمائی ہے (۵) نیز مسجد میں بھی پڑھی اور گھر میں بھی۔ اور صحابہ کو جماعت کے ساتھ یا انفرادا گھر میں تراویح پڑھنے کی تاکید فرمائی۔ ارشاد ہے فصلوا ایھا الناس فی بیوتکم فان افضل صلوۃ المرء فی بیتہ (۶) غیر رمضان میں تہجد بھی آپنے باجماعت ادا فرمایا ہے۔ ان تمام دعووں پر دلائل حدیثیہ معتبرہ قائم اور موجود ہیں۔ یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں۔ ولولا ضیق النطاق لاتینا بھا جمیعا۔

اصل سوال کا جواب ۔ اگر کوئی شخص اول شب میں جماعت کے ساتھ یا اکیلا آٹھ رکعت اور کبھی دس رکعت یہ سمجھکر پڑھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رمضان کی راتوں میں وتر کے علاوہ اسی قدر تطوع فعلا اور عملا ثابت ہے اور یہی تراویح بھی ہے اور تہجد بھی اور اسقدر پڑھنے سے رمضان کی تراویح مسنونہ (قیام رمضان جس پر مخصوص ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے) ادا ہو جائیگی لیکن ثواب موعود مخصوص کے علاوہ محض مزید ثواب حاصل کرنے کی نیت سے آخر شب کو افضل سمجھکر اس میں بھی کچھ نوافل (جن کے بارے میں اسکو اختیار ہے کہ پڑھے یا نہ پڑھے اور جو موکد نہیں ہیں) ادا کرے بشرطیکہ اول شب میں پڑھی ہوئی رکعتوں کو تراویح اور ان زوائد نوافل کو تہجد نہ سمجھے تو اس کا یہ

طرزِ عمل نہ ناجائز ہوگا اور نہ مکروہ۔ اس طرزِ عمل کے ناجائز یا خلافِ اولیٰ ہونے پر مذکورہ بالا ہر استدلال مخدوش ہے۔

(الف) حضرت جابرؓ کی حدیث مذکور فی السوال میں لفظ "صلی فاوتر" سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے وتر تراویح کے بعد بلا تاخیر و توقف ادا فرمائی لیکن یہی حدیث قیام اللیل للمروزی ص۹ میں بایں لفظ مروی ہے صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان ثمان رکعات والوتر اور علامہ شوکانی نے نیل الاوطار ج۲ ص۲۶۴ میں صحیح ابن حبان سے بایں لفظ ذکر کیا ہے صلی بھم ثمان رکعات ثم اوتر اور حافظ زیلعی نے نصب الرایہ تخریج ہدایہ ج۱ ص۲۷۶ و ۲۹۳ میں بایں لفظ نقل کیا ہے فصلی ثمان رکعات واوتر۔ ظاہر ہے کہ یہ الفاظ تراویح کی آٹھ رکعتوں کے ساتھ بلا توقف و تاخیر وتر ادا کرنے پر نہیں دلالت کرتے اور اگر یہ ثابت بھی ہو جائے کہ آنحضرتؐ نے بلا تاخیر اور کسی شفع کے ذریعہ فصل کئے ہوئے بغیر تراویح کے ساتھ وتر ادا کرلی تھی تو بھی مذکورہ طرزِ عمل اس حدیث کے خلاف نہیں ہوگا کیونکہ آخر شب کی یہ نوافل بھی تراویح کا ہی حصہ ہیں اور اس کے حکم میں ہیں مگر اس طرح کہ پڑھنے والا ان کے بارے میں مخیر ہے گویا یہ نوافل تراویح سے خارج اور اس کے علاوہ نہیں ہیں بلکہ اس کے اجزاء زوائد ہیں پس اس شخص کی وتر بھی تراویح کے ساتھ بغیر توقف کے ادا ہوئی یہ نوافل تراویح سے الگ تہجد نہیں ہیں کہ بجائے تراویح کے تہجد کے ساتھ وتر کا ادا کرنا لازم آئے کیونکہ رمضان میں تراویح اور تہجد دونوں ایک ہیں یہاں زیادہ سے زیادہ یہ بات پائی گئی کہ اس نے تراویح کے کچھ حصہ کو اول شب میں ادا کیا اور کچھ حصہ کو جو زائد اور نوافل کے درجہ میں اور غیر موکدہ ہے آخر شب میں ادا کیا وہذا لا باس بہ اس حدیث سے اعتراض تو ان لوگوں پر پڑیگا جو تراویح اور تہجد میں فرق کریں اور اول شب کی رکعتوں کو تراویح اور آخر شب کی نوافل کو تہجد سمجھیں اور وتر کو تراویح کے بجائے تہجد کے ساتھ ادا کریں۔ وھذا لم نقل بہ فلا یرد علینا ـــــ ونیز حضرت جابرؓ کی حدیث میں جو طریق عمل مذکور ہے یہ اس شخص کیلئے ہے جو اول شب میں تراویح یا تہجد پڑھنے پر اکتفا کرے بخلاف اس شخص کے جو تراویح یا تہجد کی کچھ رکعتیں اول شب میں ادا کرنا چاہے اور کچھ آخر میں تو ایسے شخص کیلئے اجعلوا اٰخر صلوتکم باللیل وترا کی رو سے وتر مؤخر کرکے آخر شب کی نوافل کے بعد ادا کرنا اولیٰ و افضل ہے ـــــ ونیز حدیثِ جابرؓ سے زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ کی وتر جسقدر تطوع آپ کو ادا کرنا تھا اس سے متصل تھی یعنی آپ نے اس کو مؤخر نہیں کیا تھا اب جو شخص آخر رات میں نفل ادا کرکے وتر پڑھے اس کی وتر بھی تطوع سے مؤخر نہیں ہوگی فلا مخالفۃ بین فعلہ وما یدل علیہ حدیث جابر۔

ونیز حضرت جابرؓ کی حدیث تراویح کی آٹھ رکعتوں کے ساتھ بغیر توقف و تاخیر کے وتر پڑھنے کے وجوب پر نہیں دلالت کرتی کہ مذکورہ طرزِ عمل کو ناجائز کہا جائے۔

(ب) حضرت عائشہؓ کی حدیث میں بلاشک وشبہ تراویح کا ہی بیان ہے ملاحظہ ہو فتح القدیر لابن الہمام الحنفی ج۱ ص۱۹۸ نصب الرایہ للزیلعی الحنفی ج۱ ص۲۹۳ ۔ موطا امام مالک ص۱۳۸۔ العرف الشذی للمولوی انورشاہ الحنفی ص۳۲۹ معرفۃ السنن للبیہقی الشافعی ج۴ ص۴۹۵ و ۴۹۶ ۔ صلوۃ التراویح للسیوطی الشافعی ص۱۹۔ فتح الباری للحافظ ابن حجر الشافعی ج۲ ص۳۱۶ و ۳۱۷۔ عمدۃ القاری للعینی الحنفی ج۱۱ ص۱۲۸ عارضۃ الاحوذی لابن العربی المالکی ج۴ ص۱۹۔ فتح سر المنان (مخطوطہ) للمولوی عبدالحق الدہلوی الحنفی۔ لیکن یہ حدیث مذکورہ طرزِ عمل کے خلاف نہیں ہے۔ خلاف اس وقت ہوتی جب گیارہ سے زائد رکعتوں کو جو اخیر شب میں ادا کی جائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کا طریقہ معمولہ اور سنت مسلوکہ اور احادیث میں بیان کردہ مخصوص ثواب کا موجب اور باعث سمجھکر پڑھا جائے۔ اول شب میں معین رکعتوں کو پڑھ چکنے کے بعد آخر شب میں بھی نوافل پڑھنے والا تو یہ سمجھتا ہے کہ تراویح کے بارے میں سنت نبوی ثابتہ پر آٹھ رکعت ادا کرنے سے عمل ہوگیا جو اپنی جگہ پر کامل اور اکمل ہے اور وہ ان کے ادا کرنے سے ثواب مخصوص اور اجر موعود کا مستحق ہوگیا اور اب یہ خیال کرکے کہ رمضان کی راتیں بڑی برکت کی ہیں جسقدر نوافل پڑھے جائیں اسی قدر ثواب زیادہ ملیگا اور گیارہ سے زیادہ کی ممانعت یا کراہت بھی ثابت نہیں ہے محض زیادتی ثواب کیلئے وسط شب یا آخر شب میں کچھ اور نفل (بغیر تعین کے چار یا چھ، یا آٹھ یا دس یا بارہ علیٰ ہذا القیاس) پڑھ لیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ سمجھکر پڑھنے میں نہ حدیث مذکور کی مخالفت ہے نہ ارتکاب مکروہ اور ترک اولیٰ اسکی مثال تو ایسی ہے کہ احادیث میں بعض اذکار کے معین اعداد پر مخصوص عظیم ثواب اور اجر مذکور ہے اب اگر کوئی شخص اس بیان کردہ ثواب کے لئے اس عدد کو کافی سمجھے اور حدیث میں اس عدد معین پر ذکر کردہ مخصوص ثواب ملنے کا یقین رکھتا ہوا محض ثواب کے لئے اس ذکر کو چند بار اور کہہ لے۔ ظاہر ہے کہ اس طرز عمل کو حدیث کے خلاف نہیں کہا جائیگا نہ مکروہ اور خلاف اولیٰ اسی طرح یہاں بھی مذکورہ طرزِ عمل حدیث عائشہؓ کے خلاف نہیں ہوگا۔

ونیز نسائی اور ابوداود میں ہے عن قیس بن طلق قال زارابي طلق بن علی فی یوم من رمضان فامسی بنا وقام بنا تلك الليلة واوتر بنا ثم انحدر الى مسجد فصلى باصحابه حتى بقى الوتر ثم قدم رجلا فقال اوتر بهم فانی سمعت رسول الله صلے الله عليه وسلم يقول لا وتران فی ليلة اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تراویح کی معین (آٹھ) رکعتوں سے زائد نفل پڑھنے کو صحابہ اور تابعین ناجائز اور مکروہ اور خلاف اولیٰ نہیں سمجھتے تھے۔ اور اس حدیث میں یہ احتمال کہ تراویح مسنونہ کی بعض رکعتیں ایک جگہ قبل وتر کے اور بقیہ رکعتیں بعد وتر کے کسی مسجد میں ادا کیں بعید ہے ولا يترك الظاهر بالمحتملات البعيدة۔

(ج) حدیث ابن عمر بھی مذکورہ طرزِ عمل کے خلاف نہیں ہے اسلئے کہ حدیث مذکور میں صلوٰۃ سے مراد فریضہ ہے اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ فرض نماز ایک مرتبہ ادا کرلینے کے بعد دوبارہ فرض کی نیت اور جہت سے نہ دہرائی جائے (نیل ج۳ ص۱۹) اور تراویح یا تہجد سنت ہے نہ فرض اور اگر صلوۃ کو عموم پر محمول کیا جائے تب بھی مخالفت نہیں ہوگی کیونکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ایک ہی نماز کو دوبارہ نہ پڑھو چنانچہ نسائی میں یہی روایت لا تعاد الصلوٰة فی یوم مرتین اور صحیح ابن حبان میں نهانی ان نعید صلوٰة فی یوم مرتین (زیلعی ج۱ ص۲۹) کے ساتھ مروی ہے اور آخر شب میں نوافل پڑھنے والے اول شب میں پڑھی ہوئی رکعتوں کا اعادہ نہیں کرتے بلکہ یہ رکعتیں بھی تراویح کی سمجھکر ادا کرتے ہیں لیکن نوافل زوائد کے درجہ میں و ههنا وجهان اخران للرد على من يظن المخالفة بين حديث ابن عمر هذا والعمل المذكور اعرضنا عن ذكرهما لما فيهما من التكلف والبعد عن الاصابة۔

خلاصہ جواب کا یہ ہے کہ اوپر بیان کردہ قید وشرط کے ساتھ کوئی شخص آخر شب میں بھی نوافل پڑھے اور اسوقت وتر ادا کرے تو یہ طرز عمل ناجائز اور مکروہ نہیں ہوگا بلکہ بلا کراہت جائز ہوگا۔ ہذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب۔